اعمالِ خیر کے چھوٹے چھوٹے نسخے جن سے
ہماری اور ہماری قبریں روشن ہوں گے

میت کی نجات کے اسباب

مفسرِ قرآن
شیخ الحدیث و التفسیر

علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

باہتمام

حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

نحمدک اللّٰھم ان وفقنا سواء السبیل فانت نعم المولیٰ ونعم النصیر ، ونصلی حبیبک العظیم الکبیر المبعوث رحمتہ اللعالمین سیدنا ومولانا محمد والبشیر النذیر وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد! میت کے متعلق ہم اہلسنت بہت کچھ کر گزرتے ہیں وہابی، دیوبندی ان تمام کو بدعت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں اس سے عوام کو حقیقت معلوم ہونی چاہیے کہ یہ لوگ معتزلہ فرقہ کے اصول کو زندہ کرنا چاہتے ہیں اور ہم اس فرقہ کو عرصہ سے دفنا چکے ہیں اب نہ انہیں زندہ ہونے دیں گے نہ ان کے چیلے کامیاب ہوسکیں گے معتزلہ کا اصول یہ تھا کہ موت کے بعد کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اہلسنت میت کی روح پرواز کرنے سے قبل اور بعد اس کی فلاح ونجات کے ذرائع استعمال کرتے ہیں لیکن وہابی، دیوبندی ان کے ہمنوا فرقے اہلسنت کے ہر عمل کو بدعت کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں حالانکہ وہ جملہ امور شرع شریف سے دلائل سے ثابت ہیں فقیر چند اُمور گنواتا ہے جنہیں ہم اموات کی نجات کے لیے عمل میں لاتے ہیں۔

سورہٗ یٰسین کا پڑھنا

جب ہم میت کے آثار محسوس کرتے ہیں تو اس کے قریب سورۃ یٰسین شریف پڑھتے ہیں

حدیث شریف میں ہے حضور پُر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اقرؤا سورۃ یٰسین علی موتاکم‘‘ (مشکوٰۃ) یعنی اپنے موتٰی (جو فوت ہونے کے قریب ہو) پر سورۃ یٰسین پڑھو۔

کلمہ طیبہ کی تلقین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا’’ لقنوا موتا کم لا الٰہ الا اللّٰہ ‘‘یعنی جو قریب وفات ہو اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کرو،

فائدہ: لا الٰہ الا اللّٰہ ’’سارے کلمہ طیبہ‘‘ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے مراد یہ ہے کہ حاضرین اس کے پاس پڑھیں کہ وہ بھی سن کر پڑھنے لگے، ایک حدیث مبارک میں ہے کہ جس کا آخری سخن کلمہ طیبہ ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا،

(مشکوۃ) اللہ تعالیٰ مجھے اور دوسرے تمام اہلِ ایمان کو اس دولت سے مشرف فرمائے، آمین ثم آمین

نماز جنازہ

میت کو نہلا دُھلا کر اور اچھے کپڑوں میں کفنا کر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اسی لیے کہ اسکی نجات ہو جائے، معتزلہ فرقہ کو قدمائے اہلسنت نے ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ اگر مرنے کے بعد میت کو زندوں سے کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کا حکم کیوں فرمایا ہے اور اسمیں دعائیں بھی اس قسم کی ہیں جو مردے کی نجات کا موجب ہیں۔

فائدہ : نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اور تینوں صفوں کا ثواب برابر ہے اس میں کسی صف کی ترجیح اور افضلیت کا مسئلہ نہیں اس لیے کہ بندوں کو میت سے تھوڑا دور ہٹ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور اس میں برابر ہیں لیکن حلبی نے فرمایا نمازِ جنازہ کی پچھلی صف میں کھڑا ہونا افضل ہے بخلاف دوسری نمازوں کے کہ ان میں پہلی صف میں کھڑا ہونا فضیلت رکھتا ہے اس لیے کہ پہلی صف والے امام کے کوائف سے زیادہ علم رکھتے ہوئے جلد تر اتباع کریں گے بخلاف پچھلی صف والوں کے کہ ان میں پچھلی صف والوں کے بعد معلوم ہوگا، اور نمازوں میں متابعت امام ملحوظ ہوتی ہے۔

شفاعت مُردہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا جس کی نمازِ جنازہ ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شریک نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ (مشکوۃ)

نکتہ در لفظ چہلم

حدیث شریف میں چالیس آدمیوں کی قید میں بھی یہی راز ہے کہ جہاں چالیس مسلمان ہوں ان میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے، (اسئلۃ الحکم) خلاصہ یہ ہے کہ میت دو اُمروں سے ہی شفاعت نصیب ہوتی ہے اُس کی نمازِ جنازہ میں تین صفیں ہوں یا چالیس آدمی (فتح القریب) (روح البیان) مستحب نمازِ جنازہ میں یہی ہے صفیں تین ہوں، آدمی چالیس سے کم ہوں یا زائد۔

فائدہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ سے بھی میت کو فائدہ ہوا اور تین صفیں باندھنے کے علاوہ آدمیوں سے، اس سے بڑھکر ہوں تو سبحان اللہ عزوجل

میت کو ثواب بخشنا

اہل سنت کا مذہب ہے کہ میت کو ہماری دعا اور استغفار فائدہ بخشتی ہے اور ہم ان کی ارواح کو جتنا ثواب بخشتے ہیں انہیں پہنچتا ہے، بدنی عبادتوں کا ثواب ہو یا مالی کا مثلاً ان کے لیے صدقہ دینا یا اُن کے لیے غلام آزاد کرنا نماز پڑھ کر یا توزہ رکھ کر یا حج کر کے یا قرآن پڑھ کر اُن کو ثواب بخشا جائے تو مردگاں کو ثواب پہنچتا ہے۔ (**مسئلہ**) اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ میت کا قرض ادا کر دیا جائے تو اُس کے ذمے سے قرض اُتر جائے گا بلکہ اس طرح سے اسے قبر میں فائدہ بھی ہوگا، خواہ غیر انسان اس کا قرض اتار دے یا اس کے ترکہ سے اُتارا جائے (**مسئلہ**) اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ اگر زندہ آدمی کو اس کی زندگی میں معاف کرنے سے معافی ہو جاتی ہے ایسے ہی مردے کو بھی معافی ہو جاتی ہے (روح البیان)

فائدہ : جدید وہابیہ مذکورہ بالا امر کے قائل ہیں لیکن، مگر، چونکہ، چناچہ، وغیرہ وغیرہ سے ایسے روڑے اٹکاتے ہیں کہ جن سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ وہابی نجدی وہی پرانے معتزلی، خارجی ہیں۔ اس لیے کہ مقصد ہے میت کی نجات ہو جائے اور وہ ہوگی رحمتِ حق سے اور رحمت حق بہانہ می جوید اللہ عزوجل کی رحمت کی طلب کا سبب ہو وہ فاتحہ و درود اسی لیے ہم کہتے ہیں مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ اس سے عوام اندازہ لگائیں کہ میت کو فائدہ بدعت کہتے ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ بدعت ہیں بلکہ اس لیے کہ انہیں معتزلہ کا مذہب زندہ کرنا ہے ورنہ اہلسنت کا عقیدہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ چناچہ روح البیان میں ہے کہ ابن الملک نے فرمایا کہ اگر کوئی انسان اپنی نماز اور صدقہ کا ثواب کسی مُردے کو بخشے تو جائز ہے اور وہ ثواب اس مُردے کو فائدہ پہنچائے گا بلکہ بعض اوقات اس بندے کو مکمل نجات نصیب ہوتی ہے معتزلہ کہتے کہ ثواب سے مراد بہشت ہے اور وہ بندے کا کام بہشت کا مالک بنا دے اس لیے کہ اسے اس کی کوئی قدرت نہیں، اس کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

اہلسنت کا استدلال

اہلسنت ایصال ثواب کا استدلال اس حدیث سے کرتے ہیں کہ" حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کے وقت ۲ مینڈھے چتکبرے ذبح کر کے فرمایا ایک میرے لیے دوسرا میری امت کے مسلمانوں کے لیے۔ اگر شرعاً مُردہ کو کسی قسم کا فائدہ پہنچتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی تمام اُمت کا نہ فرماتے جس میں اہل اموات بھی شامل ہیں اور شارع علیہ السلام کے اجرائے شریعت پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔

فائدہ: عبادت کئی قسم کی ہے (۱) خالص بدنی جیسے نماز، اس میں تو نیابت جائز نہیں یعنی ایسے کہ اپنی فرضی نماز کے بجائے کسی دیگر کو اس کی ادائیگی کا حکم دے یا کوئی دوسرا اس کی طرف سے پڑھ لے (البتہ نوافل کا ثواب ایک دوسرے کو دیا جا سکتا ہے) اس لیے کہ

اس عبادتِ بدنی میں امارہ نفس کو تکلیف دینا مطلوب ہے اور وہ جب تک خود نہ پڑھے گا مقصد حاصل نہ ہو سکے گا (۲) عبادت خالص مالی جیسے زکوۃ اس میں نیابت جائز ہے اس کی طرف سے اگر کوئی دوسرا زکوۃ ادا کرے فرضیت ساقط ہو جائے گی اس لیے کہ اس میں غرض ہے غریب مسکین کو مالک بنانا اور وہ حاصل ہو گیا۔

مسئلہ : میت کی طرف سے زکوۃ ادا کرنی ہے تو اس نے مرتے وقت وصیت کی ہو تو اس کے ترکہ سے تہائی مال کی ادائیگی ضروری ہے اگر وصیت نہ کی ہو تو ورثہ کو ادا کرنا مستحب ہے۔

بدنی اور مالی سے مرکب جیسے حج ، یہ ایک اعتبار سے بدنی عبادت ہے بنا بریں نیابت نا جائز ہے، لیکن دوسرے اعتبار سے مالی عبادت ہے اس لیے نیابت جائز ہے لیکن جبکہ سخت مجبوری ہو کہ اس کی ادائیگی بوجہ شدید دائمی بیماری تو اسکی طرف سے دوسرا آدمی حج کر سکتا ہے، لیکن حج فرض کے لیے ہے، اگر نفلی ہو یوں نہ ہو تب بھی اُس کی طرف سے دوسرا حج پڑھ سکتا ہے۔ اس لیے کہ نوافل میں وسعت رکھی گئی ہے۔

انتباہ : اس اختلاف اصولی پر سمجھتے جائیں کہ ہم اہلسنت جو عمل بھی میت کے فائدے کا کریں گے یہ لوگ اسے بدعت اور حرام کہیں گے چند امور عرض کر دوں۔

دعا بعد جنازہ

قرآن مجید میں ہے "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" (پ۲) اللہ تعالی نے فرمایا میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھ سے دعا کرے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ کے عموم میں دعائے بعد جنازہ بھی داخل ہے اور اسے بھی اللہ تعالی قبول فرماتا ہے تو ضرور کرنی چاہیے جب کہ اس کا وعدہ اور اس کی شان (لَا یُخْلِفُ وَعْدَہٗ) وہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا اور آیات میں معلق ہے کہ وہ دعا جب مانگی جائے نماز میں ہو یا نماز سے خارج وہ نماز فرض ہو یا کفایہ، یہی حکم قرآن مجید کی مطلق آیات کا ہے جب تک ممانعت صریح نہ ہو اس وقت تک مطلق کا حکم رہتا ہے جو لوگ جنازہ کے بعد کو روکتے ہیں انہیں کوئی آیت یا حدیث دکھانی چاہیے ہمارے ہاں متعدد احادیث ہیں فقیر نے اس رسالہ پر لکھا ہے ایک حدیث حاضر ہے۔

حدیث: مشکوۃ شریف میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا " اذا صلیتم المیت فا خلصو الہ الدعا " جب نمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لیے بخلوص دعا کرو۔

میت کی خوبیاں بیان کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جنابِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا" اذ کرو ا محاسن موتا کم و کفواعن مساویھم "(مشکوۃ) یعنی اپنے فوت شدہ کی خوبیاں بیان کرو اوران کی برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ جنازہ لے کر گزرے جو میت کی تعریف کرتے جارہے تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوا، پھر اور جنازہ لے کر گزرے اور وہ میت کی بدگوئی کرتے جاتے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوا، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیا واجب ہوا تو فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے بہشت واجب ہوا اور جس کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لیے دوزخ واجب ہوا تم زمین میں اللہ تعالی کے گواہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مومن زمین میں اللہ تعالی کے گواہ ہیں۔ (مشکوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس کے مسلمان ہونے اور نیک ہونے کی چار آدمی شہادت دین اسے اللہ تعالی بہشت میں داخل فرمائے گا پھر ہم نے اس کے متعلق حضورِ پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وفات یافتہ کی خوبیاں اور نیکیاں ذکر کرنی چاہیے اور برائیوں کا ذکر نہ کرنا چاہیے کہ مومن کی شہادت بارگاہِ رب العالمین میں خصوصی مقام رکھتی ہیں۔

قبر تک قرآن مجید ساتھ لے جانا

قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے جہاں رکھا ہو ہزاروں بلیات ٹل جاتی ہیں بے شمار واقعات گواہ ہیں کہ کسی مکان کو آگ لگ گئی سارا سامان جل گیا قرآن مجید محفوظ رہا اس وقت میت نا معلوم کتنے مصائب و بلیات میں مبتلا ہے ہم قرآن مجید کی برکات پر امید رکھ کر میت کو ان آفات و بلیات سے نجات کا سبب بناتے ہیں اللہ تعالی بھی رحیم و کریم ہے اپنے بندوں کی ایسی عاجزیوں کو دیکھ کر بہت بڑی سے بڑی خطا بھی معاف کر دیتا ہے

برکت رفاقت

نیز قرآن مجید ہمارا دارین کا وسیلہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ میت اگلے ملک کو جانے والا مسافر گھبراہٹ سے محفوظ ہو جب دیکھے گا کہ دنیا کے تمام رشتے اور تعلق ختم ہو گئے نا معلوم آئندہ کیا ہوگا لیکن جب اپنی رفاقت قرآن مجید پر نظر ڈالے گا تو رحمتِ حق سے پر امید ہوگا اور ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ مختصر سی رفاقت اسے نجات سے ہمکنار کر دے کیونکہ شہنشاہوں سے اتنا سا تعلق بھی بہت بڑا

ہے چنانچہ حکایت ذیل سے اندازہ لگائیں۔

حکایت: ہارون الرشید (عباسی خلیفہ بادشاہ) کے دور میں ایک قاتل کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم جاری ہوا، پھانسی لٹکانے سے پہلے پھانسی والے سے پوچھا جاتا ہے کہ کوئی آرزو ہو تو بتاؤ...... اس نے کہا اب آخری آرزو یہ ہے کہ مجھے ہارون الرشید اپنے گھر بلوائے اور پھر وہاں سے پنجہ میں پنجہ ملا کر چلے پھر پھانسی کی رسی اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں ڈال دے، ہارون الرشید کو پیام ملا فرمایا مجرم کو لے آؤ۔ مجرم حاضر ہوا ہارون اسے ہاتھ ملا کر پھانسی کے مقام تک لے آیا اور رسی ہاتھ میں لے کر گلے میں ڈالنے لگا تو مجرم نے کہا بادشاہ سلامت بتائے پنجہ میں پنجہ ملا کر کون چلتے ہیں فرمایا دوست، مجرم نے کہا پھر دوست دوست کو بھی پھانسی پر لٹکا سکتا ہے ابھی آپ میرے پنجہ میں پنجہ ڈال کر ساتھ لائے تو اب پھانسی پہ لٹکانا کیسا۔ ہارون الرشید کو اس کی بات پسند آئی اور اسے رہا کر دیا۔

نتیجہ: ایک دنیوی بادشاہ کی رفاقت پھانسی سے بچا سکتی ہے تو قرآن مجید (جو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے) کی رفاقت بھی ان شاء اللہ عزوجل میت کو عذاب سے بچا لے گی۔

قبر پر چھڑکاؤ کرنا اور کنکریے رکھنا

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بوقت (دفن) میت پر اپنے ہاتھ سے تین بار مٹی ڈالی اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر پاک پر پانی چھڑکا اور کنکرے رکھے (مشکوۃ شریف، باب دفن میت)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر انور پر حضرت بلال بن رباح نے مشک کے ساتھ پانی چھڑکا اور حضرت مطلب بن وداعہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر کے سر پر حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک وزنی پتھر اُٹھا کر رکھا اور فرمایا میں اس سے اپنے برادر کی قبر کو نشانی کرتا ہوں اور جو میرے اہل سے فوت ہوگا اسے اس کے قریب دفن کرونگا۔ (مشکوۃ)

حیلۂ اسقاط

میت کے فرائض وواجبات کی معافی کے لیے ہم حیلۂ اسقاط کرتے ہیں اللہ تعالی کی رحمت سے امید کر کے کہ ممکن ہے کریم اپنے فضل وکرم سے معاف فرما کر بخشدے اسکے لیے فقہا کرام نے قدیم الایام سے تصنیفیں لکھیں اور اپنی تصنیفات میں تصریح فرماتے آئے صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ فوائد الفتاوی میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ بعد بلوغ اپنی تمام عمر کی نمازوں کے لیے اسقاط کی وصیت کرے اگر زندگی بھر نماز پڑھتا رہا ہو کیونکہ اسے کیا خبر کہ اس نے صحیح طور پر نماز پڑھی یا فاسد کر کے۔

مسئلہ :اگر کوئی اپنے کسی تعلق والے کو وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری نمازوں کا کفارہ (اسقاط وغیرہ) کر دینا تو ایسی وصیت جائز ہے، اگر اس کے اپنے مال سے ادا کرنا مطلوب ہے تو تہائی مال تک اسقاط (کفارہ) ادا کر سکتے ہیں۔

مسائل اسقاط

(**مسئلہ**) ہر فرض نماز کا فدیہ (اسقاط) گندم کا نصف صاع اسی طرح نذر کے روزوں میں ایک روزہ پر نصف صاع گندم دینی ہوگی، (**مسئلہ**) میت پر روزہ فرض تھا تو اس کے لیے اس کا متولی یا کوئی اور کفارہ کے لیے نہ روزہ رکھے اور نہ ہی اس کی طرف سے نماز پڑھے بلکہ اس کے لیے (اسقاط)، کفارہ) فدیہ مالی دینا ہوگا۔

حدیث شریف : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کی طرف سے نہ روزہ رکھا جائے نہ نماز پڑھی جائے۔

مسئلہ :قہستانی نے کہا کہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز کے لیے کوئی اسقاط (کفارہ، فدیہ) وغیرہ نہ ہو، یہی بلخی کا ہے۔ (کذا فی قاضی خان) لیکن استحسان کا تقاضا ہے کہ نماز کا بھی اسقاط (کفارہ، فدیہ) ہو۔

مسئلہ: روزے کی اسقاط کے لیے نص قرآنی موجود ہے (لما تعالی " وعلی الذین نطیقونه الخ")

پھر چونکہ نماز روزے سے افضل ہے بنابریں جب مفضول میں اسقاط جائز ہے تو افضل عبادت میں بطریق اولیٰ جائز ہو اس لیے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" ویجزی بهما ان شا ء اللّٰه تعالی"

حیلہ اسقاط اور وہابیہ و دیوبندیہ

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے اپنے ماں باپ یا کسی عزیز کا سقاط (کفارہ، فدیہ) ادا کرنا چاہتا ہے لیکن خود بھی مسکین اور غریب ہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ حسب استطاعت اپنی نیت سے کچھ گندم یا نقد وغیرہ لے کر کسی فقیر مسکین کو ہبہ کرے وہ کسی اور کو، وہ کسی دوسرے کو، اسطرح دور کے طور ایک دوسرے کو مالک بنائے جائیں یہاں تک کہ روزے، نماز کا (کفارہ، فدیہ) اسقاط ادا ہو جائے

مسئلہ : ہر میت کا اسقاط دیتے وقت اس کی زندگی کے مرد کے بارہ اور عورت کے نو سال کے حساب سے نفی کر لیے جائیں، اس لیے کہ ان کے بالغ ہونے کی ادنیٰ مدت وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی، چنانچہ وقایہ (فقہ کی کتاب) میں مدت مذکورہ بالا تحریر فرمائی ہے۔

مسئلہ : نماز میں طعام کا اعتبار ہے، مساکین کی گنتی معتبر نہیں، یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ایک دن میں نصف صاع سے زائد گندم نماز کے کفارہ میں دیدے تو جائز ہے روزے اور اظہار کے کفارہ میں اس طرح ناجائز ہے اس لیے کہ ان میں مسکینوں اور غرباء کی گنتی معتبر ہے کہ انہیں گن کر کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ (کذا فی شرح انقایہ)

مسئلہ : غیر مقروض فقیر کو بمقصد ار نصاب یا اس سے زائد مال دے دینا مکروہ ہے اس لیے کہ اتنا مال دولت دے دینے سے تو وہ بھی غنی دولت مند بن گیا۔ وہ فقیر نہ رہا، حالانکہ یہ مال فقراء کا حق ہے، ہاں اگر وہ قرضدار یا صاحب عیال ہو تو اسے نصاب یا اس سے کچھ زائد مال دینا مکروہ نہیں اس لیے کہ بوجہ قرض و عیالداری اسے دولتمندی کی حیثیت حاصل نہیں ہو سکے گی۔

دورِ حاضرہ کے معتزلہ یعنی دیوبندی، وہابی اس حیلۂ اسقاط کے منکر ہیں، ان کے لیے حنفی فقہ کا حوالہ کافی ہے، مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "**الاقساط فی الاسقاط**" میں دیکھیے۔

نوٹ: اہلسنت جہلا بھی غلط حیلۂ اسقاط کرتے ہیں جس پر ہمارے علماء اہلسنت بھی چشم پوشی کرتے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے۔

اذان بر قبر

قبر پر اذان سے کئی مقاصد ہوتے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ نکیرین کا جواب آسانی سے دے سکے، حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ نے بوقت وصال اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی رونے والی جائے نہ آگ اور جب مجھے دفن کرو تو آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا بعد اذان میری قبر کے قریب اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم ہونے کی مقدار تک ٹھہرنا کہ میں تمہارے ساتھ آرام پکڑوں اور سمجھوں کہ منکر نکیر کو کس جواب سے واپس کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ، مسلم)

بعد دفن دعا کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے تو اس پر ٹھہر کر فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو پھر کچھ ٹھہر کر اس کے لیے ثابت قدمی کا سُوال کرو کیونکہ وہ اب سُوال کیا جا رہا ہے۔

(مشکوٰۃ باب عذاب القبر)

﴿باب اول﴾

میت سے خیر خواہی کا آغاز

بخاری میں ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ تم فتنہ قبر میں مبتلا ہو گے تو یہ فتنہ سات دن میں ہوگا اور حدیث بخاری مطلق ہے جس کا اطلاق ایک اور اس کے زائد پر ہوتا ہے۔

فائدہ : اسی لیے ہم اہلسنت دفنانے کے بعد میت کو قبر میں آرام پہنچانے اور اسے عذاب سے بچانے کے لیے طرح طرح کے

امروعمل میں لاتے ہیں اور الحمدللہ وہ تمام قرآن وحدیث اور اسلامی اصول کے مطابق ہیں جن کی تفصیل علمائے اہلسنت کی تصانیف میں موجود ہے یہاں چند امور (ان امور کو بدعت کہہ دینا وہابی مذہب کا محض ضد سے ہے ورنہ شرعی اصول یہ ہے کہ وہ ان امور کے خلاف صریح آیات واحادیث دکھائیں اور بدعت کہنا بھی محض خوارج اور معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنا مطلوب ہے اور بس :اویسی غفرلہٗ) بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں۔

قبر پر چھڑی یا کوئی اور سبز پتے ، پھول ڈالنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے فرمایا انہیں یقیناً عذاب ہورہا ہے اور بڑی چیز (جس سے پرہیز مشکل ہو) میں نہیں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا، اور دوسرا چغل خور تھا ایک سبز شاخ پکڑ کر آدھی ایک قبر پر گاڑ دی اور آدھی دوسری پر، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دریافت کیا تو فرمایا میں نے اس امید پر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے عذاب میں تخفیف فرمائے جب تک خشک نہ ہوں (مشکوٰۃ از بخاری ومسلم)

فائدہ: اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ تر چیز کی تسبیح سے اہلِ قبور کو فائدہ ہوتا ہے جس سے پھول وغیرہ ڈالنے کا جواز ثابت ہوا پھر جب تر شاخوں کی تسبیح سے فائدہ ہوتا ہے، تو قرآن مجید اور دیگر اذکار سے کیوں نہ فائدہ ہوگا۔

وصیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

شرح الصدور میں حضرت قتادہ سے ہے کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت کرتے تھے کی جب میں مرجاؤں تو میری قبر پر کھجور کی ۲ دو شاخیں تر رکھ دینا، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس درخت لگانے، کی یہ حدیث اصل ہے

اہل قبور کے لیے مالی صدقہ

حضرت سعد بن عبادہ سے ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری ماں فوت ہوگئی ہے ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی، تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور فرمایا (ھذہ لام سعد) یعنی یہ کنویں سعد کی ماں کے لیے ہے۔

فائدہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ اہلِ قبور کی طرف نسبت کرنے سے چیز حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ : اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صالحین کے تبرکات اور لباس سے بعد موت قبر میں بھی برکت لینا جائز ہے۔

درالمختار میں باب شہید سے کچھ پہلے لکھا ہے کہ میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنا، امید ہے کہ رب تعالی اس کی مغفرت فرمادے۔

زیارت القبور اور سماع موتی

زیارتِ قبور سنت موجب ثواب ہے، زائر کے لیے یہ بھی سنت ہے کہ اہلِ قبور کو سلام کہے

حدیث نمبر ۱ : مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ باب الجنائز صفحہ ۱۳۸ میں ہے کہ۔" السلام علیکم یا اهل الدیار من المو منین والمسلمین وانا ان شاء الله بکم للا حقون ."

فائدہ : اس سے اہلِ قبور کو ندا کرنی بھی ثابت ہوئی اور سماع بھی ورنہ خطاب وندا مہمل بنے گی۔

حدیث نمبر ۲ : کتاب الروح ابن قیم صفحہ ۵، مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۴۰۸ جلد ۲ اور شرح الصدور ۸۴ میں ہے کہ ابن الدنیا نے کتاب القبور میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اخراج کیا، فرمایا " اذا مر الرجل بقبر یعرفه فسلم علیه رد علیه السلام عرفه واذا مر بقبر لا یعرفه فسلم علیه رد علیه السلام " یعنی آدمی جب ایسی قبر سے گزرے جسے پہچانتا ہے تو اس پر سلام کہے وہ جواب دے گا، اور اگر ایسی قبر سے گزرے جس کے اہل کو نہیں جانتا تو سلام کہے وہ اس کا جواب دے گا،

حدیث نمر ۳ : عینی شرح بخاری صفحہ ۷ جلد ۱۴ اور مرقات صفحہ ۴۰۸ جلد ۲ اور صفحہ ۴۰ شرح الصدور صفحہ ۸۴ اور کتاب الروح ابن قیم میں ہے کہ ابن عبدالبر نے استذکار و تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے اخراج کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو آدمی اپنے بھائی مومن کی قبر سے گزرے جسے دنیا میں جانتا تھا تو اس پر سلام کہے وہ اسے پہچانے گا اور اس کا جواب دے گا، عینی، طحطاوی و شرح الصدور میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر ٤ : ابوبکر بن شیبا اپنے مصنف کتاب جنائز صفحہ ۱۳۸ میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی زمین سے واپس ہوتے ہیں تو شہدا کی قبروں پر گزرتے اور کہتے " السلام علیکم وانا بکم للا حقون " پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ شہدا پر سلام نہیں کہتے ہو؟ وہ تم پر رد کریں، یعنی تمہارے سلام کا جواب دیں،

حدیث نمبر ٥ : مستدرک صفحہ نمبر ۲۴۸ جلد ۲ تفسیر مظہری صفحہ ۱۷۰ جلد ۲ سورۃ آل عمران و شرح الصدور میں بیہقی اور طبرانی سے حضرت

ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے فرماتے ہیں احد سے واپسی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، حضرت مصعب بن عمیر پر ٹھہرے تو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم قسم عنداللہ زندہ ہو، صحابہ کرام کو فرمایا ان کی زیارت کرو اور سلام کہو، مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اس کا جواب دے گا۔

حدیث نمبر ٦ : مستدرک میں ہے کہ یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، ان روایت سے سماع موتٰی بھی ثابت ہوا کہ جواب دینا دلیل سماع ہے، قرآن مجید میں ہے " انما یستجیبون الذین یسمعون "

فائدہ : دیوبندی، وہابی کہتے ہیں کہ مردے نہ سنتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں بس وہ مٹی کا ڈھیر ہیں ان کے رد میں مذکورہ بالا روایت کافی ہیں۔

قبر میں میت کا حال زار

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من رب اوام اروح اورڈسیق فاذا لحقه کان احب الیه سن الدنیا وما فیها وان اللّٰه لیدخل الی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء الی الاموات الستغفار " (مشکوٰۃ صفحہ ٢٠٦)

مُردے کی مثال قبر میں ڈوبے ہوئے فریادی کی طرح ہے وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اسے باپ ماں یا بھائی یا دوست سے دعاء وغیرہ پہنچے جب اسے دعا وغیرہ پہنچتی ہے تو اس کے لیے دنیا اور جو اس میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہوتی ہے بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کے لیے استغفار ہے

مُردہ دشمنی : اس حدیث شریف میں صاف اور واضح ہے کہ عام مُردہ قبر میں بہت بڑی مشکل میں پھنسا ہوا ہے اس کی نجات کا صرف اور صرف واحد حل اس کے لیے ثواب بخشنا ہے دعا ہو یا استغفار قرآن خوانی ہو یا خیرات وصدقات ورنہ وہ ہمیشہ قبر میں فریادی رہے گا اور عذاب میں مبتلا اس کی خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے لیے ثواب پہنچانے کے تمام اسباب بروئے کار لائے جائیں۔ الحمدللہ ہم اہلسنت مُردہ کی فوتیدگی کے بعد سر کی بازہ لگا کر مُردہ کو ہر طرح سے ثواب پہنچاتے ہیں۔ دعاؤں اور استغفار اور کلمہ وقرآن اور خیرات وصدقات وغیرہ وغیرہ

الحمدللہ ہماری یہ محنت ٹھکانے بھی لاتی ہے کہ عالم رؤیا، میں بہت سے بندگان خدا کی نجات کی خوشخبری سنی گئی، اب روکنے والوں کو مردہ دشمنی ہی سمجھئے کہ نہ خود کرتے ہیں، اور نہ اوروں کو کرنے دیتے ہیں اور جو کرتے ہیں ان کے طعام کو حرام کہہ دیتے ہیں لیکن

کھانے پر آجائیں تو پھر پوچھیئے اور دلیل ان کے پاس اور کچھ نہیں صرف یہی کہ یہ بدعت ہے اور بس۔

اصل وجہ: اہلِ اسلام یقین فرمائیں کہ انسان کی نجات کون نہیں چاہتا سوائے ابلیس کے اس نے تو صرف وسوسہ ڈالنا ہے اور بس اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو برملا کہہ دیا تھا کہ الٰہی انسانوں میں سے ہی اپنے چیلے تیار کریگا چنانچہ سابق دور میں خوارج و معتزلہ نے اسکی حمایت میں اموات کی نجات کے اسباب کو ناجائز و حرام کہا وہ مر مٹے تو ان کی مسند نجدیوں نے سنبھال لی جیسے ہمارے دور میں وہابیوں، دیوبندیوں نے مختلف حربوں سے ان کے مشن کو آگے بڑھایا۔

اظہارِ راز: کون نہیں جانتا کہ تخلیق آدام (علیہ السلام) کے بعد ان کے اعزاز و اکرام کو دیکھ کر ابلیس نے قسم کھائی کہ اولادِ آدام (علیہ السلام) کو جہنم میں لے جانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گا، چنانچہ جب سلسلۂ نسل آدم (علیہ السلام) کا آغاز ہوا اس وقت سے ابلیس اپنی ذریہ اور چیلے چانٹوں سمیت اولادِ آدم علیہ السلام کو جہنم میں دھکیلنے کے لیے ہزاروں حیلے بہانے بنا رہا ہے، اور امتِ مصطفویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو اس نے اپنی کاروائیوں کو اور تیز کر دیا یہاں تک کہ بحکم " من الجنة و الناس " خود آدام علیہ السلام کی اولاد سے ہی اپنی فوج قہر موج تیار کر لی جن کے ذمہ صرف اور صرف " یوسوس في صدور الناس " ہے اور بس، لیکن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس کی شرارت سے حفاظت کے لیے جگہ جگہ مضبوط قلعے (تا قیامت امت کو) عطا فرمائے اور ادھر رحمۃ للعالمین شایانِ شان اپنے ربِ کریم سے امت کی ہر طرح کی بھائی مانگ لی اسی اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش میں ہر طرف سے دروازے کھول دیئے کہ معمولی سے معمولی بات پر سر سے پاؤں تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے گناہ گار کو رحمت کی جھولیاں بھر دے جیسا کہ اسلام کا شیدائی خوب واقف ہے، یہاں تک رحمتِ باری کے دریا کو امتِ مصطفویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فراوانی ہے کہ اگر ان کے لیے کوئی اور بھی بخشش کا حیلہ بنائے تو بھی اس کی نجات کا وعدہ ہے اسی لیے مشہور ہے " رحمتِ حق بہانہ می جوید، رحمتِ حق بہانہ می جوید " رحمتِ حق سبب ڈھونڈتی ہے اپنی عطا کا صلہ نہیں مانگتی اسی کلیہ پر حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایصالِ ثواب کا حکم فرمایا کہ اگر امتی قبر میں خالی ہاتھ جائے تو بھی مارا نہ جائے بلکہ اگر زندوں میں سے کوئی بھی اس کے لیے صدوات و خیرات اور قرآن خوانی و دیگر اجر و ثواب بھیجے تو بھی وہ جہنم کا مستحق ہو تب بھی بہشت سے محروم نہ ہو اور اتنا سستا سودا کہ صرف قل، کلمہ اور روٹی، پانی سے بھی بہشت کا حقدار بن جائے یہ سودا ابلیس کو کب گوارا تھا اسی لیے اس نے امتِ مصطفویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے کے لیے اپنے اور اپنی ذریت کے ہتھیار اور تیز کر دیئے اور خود امت مصطفویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی ایسے افراد تلاش کیے جن کی کاروائی سے خود کو بھی ان کا چیلہ سمجھے چنانچہ دین کے ہر شعبہ میں اس کے کارندے بہت بڑی جد جہد سے کام کرتے ہیں لیکن مذہبی بہروپئے شاندار سلیقے سے ابلیس کی خوشنودی میں رات کو دن بنائے پھر رہے ہیں اس وقت میرا روئے سخن یہی ہے اسی میں مختصر سی نشاندہی کر دوں تاکہ ناظرین کو عبرت کا موقعہ ملے۔

نام بدلہ ہے کام نہیں بگڑا

اموات کے لیے ہمارے جملہ معمولات ایصال ثواب کے مختلف طریقے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت ہیں آپ کے زمانہ اقدس کے بعد خیر القرون میں بھی ایصال ثواب ہوتا رہا، صرف فرق یہ ہے کہ ہمارے دور میں ان کے اور اسماء (مثلاً تیجہ، قلخونی، جمعراتیں، چہلم، سالانہ، عرس، گیارھویں، وغیرہ) ہیں ورنہ مردے کے لیے ایصال ثواب جتنا بہت زیادہ ہو اتنا ہی اقل قلیل ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں رہنے والوں کو اتنا خورد و نوش کی ضرورت نہیں جتنا اہل قبور کو ثواب کی ضرورت ہے

(شرح الصدور)

تفصیل فقیر کی کتاب " اعانة الاحباب با عمالة ایصال الثواب " میں پڑھے، یہی وجہ ہے کہ اہلسنت میں یہی ایصال ثواب مختلف ناموں سے بہت زیادہ مروج ہے یہاں تک کہ نجدیوں نے اس جماعت کا نام بھی طنزاً قبوری مذہب رکھا ہے اور ہمارے ملک کے وہابی دیوبندی ہمیں قبر پرست کا طعنہ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایصال ثواب کے مختلف طریقے صرف اور صرف میت کی نجات کے حیلے بہانے ہیں لیکن جب ابلیس نے روز اول قسم کھائی تھی کہ اولاد آدم (علیہ السلام) کو بہشت میں ہرگز نہیں جانے دوں گا تو اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لیے بڑا گندا اور گہرا جال پھیلایا چنانچہ ابتداء میں ایک عظیم اور زبردست جماعت کھڑی کی وجود ین کی نہ صرف ٹھیکدار بلکہ عباسی خاندان کے بڑے بڑے شاہنشاہوں یہاں تک کہ مامون الرشید جیسی علمی شخصیت کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا انہیں فرقہ معتزلہ کہا جاتا تھا جن کا آج نام تک ناپید ہے یہ ایصال ثواب کے نہ صرف منکر تھے بلکہ اس کی ہر کاروائی کو حرام سمجھتے اور اپنے دعویٰ کو چند قرآنی آیتوں اور سینکڑوں روایتوں سے ثابت کرتے اور عقلی دلائل کے تو انبار لگا دیئے تھے لیکن خدا بھلا کرے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے قلم و علم کے زور سے ان کی ایسی مٹی پلید کی کہ آج کھل کر کام (کاروائی) کا نام لینا بھی کسی کو گوارہ نہیں لیکن ابلیس بھی آخر ابلیس ہے اس نے صدیوں بعد ایک اور جماعت (نجدی) کو لیا جو بظاہر تو ایصال ثواب کا اقرار کرے لیکن جب عملی صورت سامنے آئے تو اسے بدعت کے فتوے سے اڑا دے اور یہ کاروائی ابلیس کو خوب پسند آئی جسے اس نے ہر ملک میں پھیلا دیا چنانچہ ہمارے ملک ہندو پاک میں بھی اس نے ایک صدی پہلے ایصال ثواب پر بدعت کے فتووں کے خوب ڈوگر برسائے اور ایصال ثواب کے ہر طریقے کو بدعت، حرام، ناجائز کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی قبور کو منور فرمائے کہ انہوں نے بدعت گروں کو ایسے دندان شکن جوابات دیئے کہ بدعت و شکر کے مفتی نے چپ سادھ اختیار لی، حضرت مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم اس دور کے متعلق لکھتے ہیں کہ "اس زمانے میں جو چل رہا ہے بعض حضرات کو طریقہ مروجہ، صدقہ، اموات کی حرمت پر سخت اصرار ہے جسے یہ لوگ (وہابی) صیقل زبان خیال کرتے ہیں مگر بیچارے مُردوں کا خون ہوا جاتا ہے یہ بیہودہ قیل و قال ان کو ثواب سے محروم رکھتا ہے، انہوں نے صرف نتیجہ کے

اثبات میں ایک ضخیم کتاب بنام، نتیجہ ۱۳۰۶ھ تحریر فرمائی، ان کی طرح اور علماء کرام نے بھی ان مذہبی بہروپیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدی شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کے مضبوط قلم نے وہابیوں، دیوبندیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی اب جبکہ ملک میں افراتفری کا دور دورہ ہے ایسے آڑے وقت سے فائدہ اٹھا کر سعودی ریالوں کے اشاروں سے پھر وہ مردہ روحیں بول رہی ہیں جیسا کہ اہل زمانہ کو معلوم ہے کہ پھر اس طرح ایصال ثواب کی جملہ صورتوں کو علیحدہ علیحدہ نام لے لے کر حرام، بدعت، ناجائز کہنے لکھنے کا ہڑبونگ مچا ہوا ہے اور ملک کی حالت زار کے باوجود ہر چھوٹے سے چھوٹے مسئلے پر مناظرہ کی چیلنج بازی اور لاکھ لاکھ روپوں کی پیشکش کی بدتمیزی کا طوفان برپا ہے، فقیر ان کے مقابلے میں میدان جہاد میں ہے اور بفضلہ اپنے بزرگوں کے فیوض وبرکات سے ان کے ہر شرانگیز دعوی کو ملیامیٹ کرتا چلا آرہا ہے اور عوام اہل اسلام سے اپیل ہے کہ ذرا صدیوں پیچھے مڑ کر دیکھیں تو بھی آپ کو ان کی طرح ہزاروں دین کے دشمن مختلف روپ میں دین کو مٹانے کے لیے آئے لیکن اسلام کے محافظ ونگران کی بے آواز لاٹھی نے ان کا وہ ستیاناس کیا کہ آج ان کا نشان تک نہیں ملتا ان شاء اللہ اب بھی یہی حال ہوگا یہ برساتی مینڈک کی طرح چند روز ٹرٹر کرینگے پھر ان کی طرح خود ہی مٹ جائینگے۔

باب دوئم

مُردے بخشے گئے

(۱) اللہ تعالی بندوں کو بخشنے سے ہی خوش ہوتا ہے یہ تو ہم خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگا رہے ہیں ورنہ اس کا ایسا پروگرام نہیں (۲) چاہے تو بڑے سے بڑے مجرم کو بخش دے اس کو کون روک سکتا ہے، چنانچہ فرمایا" ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء " بیشک اللہ تعالی مشرک کو نہیں بخشے گا باقی مجرموں کو چاہے تو بخش دے۔ اسی لیے ہم اہلسنت قائل ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب بھی بخشا جائیگا سزا پا کر یا سزا سے پہلے (خلافاً للمعتزلۃ) ہاں معتزلہ اور خوارج قائل تھے کہ مرکب کبیرہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

لطیفہ: دیوبندیوں، وہابیوں نے چھلانگ لگا کر کفروں و مشرکوں کا بھی بخشا جانا ممکن بنا دیا چنانچہ امکان کذب باری تعالی کے عقیدہ میں "خلف الوعید" کے قائل ہو کر " یغفر مادون ذلک لمن یشاء " کے کھلم کھلا میدان مخالفت میں اتر آئے اور ادھر تمام اہل اسلام کو مشرک بنا کر جہنمی بنا دیا انہیں کہتے ہیں " سفہاء الا حلام "

(۳) مجرموں کو بخشا ہے تو سبب سے اگر چہ وہ اسباب کا محتاج نہیں لیکن اس کا قانون ہے اسے کون ٹھکرائے قیامت میں دیکھنا کہ جب تک شفاعت کا دروازہ نہ کھلے گا کسی کو بخشنے کا نام تک نہ ہوگا جب باب شفاعت مفتوح ہوگا تو میرے جیسے گناہگار بھی اس کی

رحمت سے پُر امید ہوں گے۔

(۴) فارسی مقولہ مشہور ہے

"رحمتِ حق بہانہ می جوید" "رحمتِ حق بہانمی جوید"

رحمت حق اسباب دیکھتی ہے اسے قیمت نہیں چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت معمولی سے معمولی نیکی بھی بڑا کام کر جائیگی بخاری شریف میں ہے کہ ایک آدمی کو دوزخ میں لے جایا جائے گا پھر حکم ہوگا اسے بہشت میں لے جاؤ اس لیے کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا وغیرہ وغیرہ۔۔

درسِ عبرت: وہ کریم جو ایک پیاسے کتے کے طفیل بخش دیتا ہے تو پھر قرآن خوانی نیک لوگوں کی دعاؤں و استغفار اور بھوکوں، غریبوں کو کھانا کھلانے سے بخش دے تو کونسی بڑی بات ہے اب واقعات پڑھیے۔

قرآن پاک کی تلاوت کا اجر و ثواب

ہم مردوں کو قرآن خوانی کا ثواب مختلف طریقوں سے پہنچاتے ہیں اور مخالفین تمام طریقوں کو بدعت کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں، اس سے اندازہ لگائیں کہ اتنا بڑا اجر و ثواب پہنچ جائے تو مخالفین کو کونسا نقصان ہوگا۔

حدیث نمبر ۱: قرآن مجید کے ایک حروف کے پڑھنے سے دس ۱۰ نیکیاں ملتی ہیں۔ اور "ا لـم" ایک حروف نہیں بلکہ الف ایک حروف ہے لام ایک حروف ہے اور میم ایک حروف تو یہ شخص صرف الم پڑھے گا اُس کو تیس ۳۰ نیکیاں ملیں گیں۔ (الحدیث)

فائدہ: اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآن پاک پڑھنے کا بڑا اجر و ثواب ہے اور قرآن پاک کے بعد دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ احادیث میں ہے اب نتیجہ واضح ہے کہ جس کے لیے قرآن پڑھا گیا اور بیشمار بندگان خدا نے مل کر اس کے لیے دعا مانگی تو امید رکھنی چاہیے کہ اس کی نجات ہو جائیگی کیونکہ احادیث میں ہے کہ جہاں چالیس آدمی مل کر دعا مانگیں تو ان میں ایسا بندہ ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

قبور میں نور

مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میں ایک دفعہ جمعہ کی رات کو قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آئی کہ "اے مالک بن دینار یہ ایک مومن کا اپنے مومن بھائیوں کے لیے تحفہ ہے" میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس

نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن آدمی اس قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کا ثواب ان قبروں کو بخش دیا تو اللہ تعالی نے اس ثواب کی وجہ سے یہ نور ہم کو دیا۔ (شرح الصدور ص ۲۸۸)

فائدہ: غور فرمائیں کہ یہ ایک مردِ مومن کے ایک دوگانہ کا ثواب ہے کہ قبرستان نور ہی نور ہو گیا اور جہاں سینکڑوں بھوکے کھانا کھا کر میت کی نجات کی دعا مانگیں تو کیا وہ مردہ بخشش سے محروم رہے گا، یہ شانِ خداوندی کے خلاف ہے۔

حدیث نمبر ۲: مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک بار قل شریف پڑھنے سے دس پاروں کا ثواب ملتا ہے تو تین بار سورۃ مذکورہ پڑھی جائے تو پورے قرآن کا ثواب مل جائے گا اور سورۃ مذکورہ ایک بار پڑھنے پر صرف چند سیکنڈ صرف ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالی کی کرم نوازی ہے کہ تھوڑے سے وقت میں کتنا بڑا ثواب عطا فرما دیا ورنہ شبینہ پڑھنے والے حفاظ ساری رات میں ملکر بھی پورا قرآن مجید بری مشکل سے ختم کرتے ہیں اب مسلمان ہی اسے سمجھے کہ ہم اموات کے لیے قرآن خوانی بھی ڈرف اسی ارادہ پر کرتے ہیں کہ تمام لوگ مل کر ہی اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر کے مردے کی بخشش کا ذریعہ بنیں (ولکن الوهابيه قوم لا يعقلون)

حدیث نمبر ۳: حدیث شریف میں ہے " من قرء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجر ها للات موات اعطى من الاجر بعد الاموات." جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اُس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا (درمختار باب الدفن) وتذکرۃ الموتی ص ۱۹ تصنیف قاضی ثناء اللہ، پانی پتی مرحوم، مصنف تفسیر مظہری)

فائدہ: اس ثواب کے حریص کو بھی تسلی ہے کہ جتنا کلام مردوں کو بخشوائے گا اتنا ثواب تمہارے اعمال میں بھی ہوگا۔ "ہم خرما و ہم ثواب"

اور کیا چاہیے

حضرت علی المرافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ایک رات اپنا دوست یاد آیا جسے وفات پائے مدت گزر چکی تھی خیال آتے ہی سوچا کہ اس کی قبر پر جا کر ایصال کرنا چاہیے چنانچہ اسی وقت اس کے لیے دعا کی حضرت پر غنودگی طاری ہوئی تو دیکھا کہ وہ دوست زنجیروں میں جکڑا ہوا عذاب میں مبتلا ہے حضرت نے حال دریافت کیا تو اس نے بتلایا جب سے دنیا سے آیا ہوں اسی عذاب میں مبتلا ہوں فوراً ہی بیدار ہو گئے اس عذاب کو دیکھنے کی وجہ سے دہشت طاری تھی گھر واپس آئے اس کے ایصال ثواب کیا دوست کو خواب میں دیکھا تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی وہ نور کے ستر لباس پہنے ہوئے تھا اور اس کے سر پر نور کا تاج تھا حضرت کے دریافت حال پر اس نے بتلایا مصر کے آنے والے ایک قافلے میں ایک شخص نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ شریف پڑھ کر سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھی اور اللہ تعالی سے عرض کیا جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب امتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تمام مردوں کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی

نے اس کی دعا قبول فرمالی مردوں کو اس کا ثواب تقسیم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کرم اور رحمت سے مجھے بھی اس ثواب کی وجہ آزاد کر دیا۔ (حکایات شریں)

فائدہ: مسلمانوں! ایمان سے کہو کیا تم اپنے اعزۂ و اقارب کے لیے نجات چاہتے ہو اور ضرور چاہتے ہو تو پھر ان کی نجات کے اسباب پر عمل کیوں نہیں کرتے یا بدمذہب کے غلط وسوسوں سے کیو پش وپیش کرتے ہو، احادیثِ مبارکہ کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا تو پھر یقین کرو کہ ہم کتنے گنہگار اور ناکارہ سہی لیکن رحمتِ حق ڈھانپ لے تو.....یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان رحمتی وسعت کل شیء" بیشک میری رحمت ہر شے سے وسیع ہے، پھر مان لیجیے کہ اس کی رحمت کے آگے ایسے مجرموں کو بخش دینا معمولی بات ہے۔

حکایت: ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کہا ابھی ابھی میں نے کشف کی حالت میں اپنی ماں کو دوزخ کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے حضرت جنید نے ایک ہزار بار کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا، یہ سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے، آپ نے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اُسے اطلاع نہ دی تھوڑی دیر کے بعد آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان خوش اور ہشاس بشاش ہے، آپ نے سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ اب میں نے اپنی ماں کو جنت میں دیکھا ہے، اس پر آپ نے فرمایا کہ "اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔

(مظاہر حق ص ۳۶۸) (فتوحات مکیہ شریف اور تحذیر الناس نانوتوی)

ایک عورت کے لیے نور کے برتن میں ثواب کا پہنچنا

ایک عورت کا انتقال ہو گیا اور انتقال کے بعد اس کی جاننے والی عورت نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک تخت پر موجود ہے اور اس کے تخت کے نیچے نور کا برتن ڈھکا رکھا ہے، اس عورت نے دریافت کیا کہ اس برتن میں کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرے شوہر کا ہدیہ ہے جو اس نے کل میرے لیے روانہ کیا تھا، پھر وہ عورت جب بیدار ہوئی تو اس کے شوہر سے اپنا خواب بیان کیا اس کے شوہر نے کہا کہ سچ کہا ہے کل میں نے قرآن شریف پڑھ کر اپنی بیوی کو ثواب پہنچایا تھا۔ (روض الریاحین)

حکایت: فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (چار واسطہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، پوری لاکھ حدیث ان کو حفظ تھیں، ان کا خطاب امام الہدیٰ ہے اور ان کا نام نصر بن محمد اور لقب اور کنیت فقیہ ابواللیث سمرقندی مشہور ہے) اپنی کتاب "**تنبیہ الغافلین**" میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، اور وہ فرماتے تھے کہ پہنچا مجھ کو قصہ صالح مزی کا وہ

جمعہ کی رات کو جامع مسجد میں آئے، اور نمازِ فجر وہاں پڑھی، راستہ میں ٹھہر گئے، دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگا لیا ،نیند آنکھوں میں بھر آئی، دیکھتے کیا ہیں کہ سب اصحابِ قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے باتیں کرنے لگے، ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے ہیں اداس اور غمگین بیٹھا ہوا ہے، اتنے میں بہت خوان ڈھکے ہوئے خوان پوشوں سے آئے، اُن میں ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر میں وہی بیچارہ جوان رہ گیا، آپ کے پاس کچھ نہ آیا وہ اداس اور غم کا مارا اُٹھ کھڑا ہوا ،جب قبر میں داخل ہونے لگا تو صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا، اے اللہ کے بندے کیوں اداس ہے؟ اس نے کہا تم نے دیکھا نہیں کس قدر خوان آئے تھے، میں نے کہا ہاں اُس نے کہا یہ تحفہ تحائف تھے جو اُن کے واسطے خیر خواہوں نے بھیجے تھے جو وہ صدقہ و دعا، وغیرہ کرتے ہیں اُن کو پہنچتا ہے، جمعہ کی رات کو اور میں ملکِ سندھ کا رہنے والا ہوں اپنی ماں کو لے کر حج کرنے کے لیے آیا تھا، جب بصرہ میں پہنچا تو مر گیا میری ماں نے میرے بعد نکاح کر لیا اور اب وہ دنیا میں مشغول ہوگئی اور مجھ کو بھول گئی، نہ منہ سے کبھی نام لیتی ہے، نہ زبان سے دعا، اب میں غمگین نہ ہوں تو کیا کروں میرا کوئی نہیں جو یاد کرے، صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا تیری ماں کہاں ہے؟ اس نے پتہ دیا، پھر صبح ہوگئی نماز پڑھی اور اس کا گھر ڈھونڈتا ہوا پہنچا اور آواز دی اندر سے عورت نے پوچھا تو کون ہے؟ میں کہا صالح مزی، اس نے بلایا، میں گیا اور جا کر کہا بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنے، تب میں اس کے نزدیک ہو گیا فقط ایک پردہ بیچ میں رہ گیا میں نے اللہ تجھ پر رحم کرے کوئی تیرا بیٹا ہے کہا کوئی نہیں، میں نے کہا کبھی ہوا تھا، تو وہ سانس بھرنے لگی، اور بولی کہ میرا ایک جوان بیٹا تھا، وہ مر گیا ہے، اس پر میں نے وہ قصہ مقبرہ کا بیان کیا، آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی، اے صالح مزی! وہ میرا بیٹا میرا کلیجہ تھا، پھر اس عورت نے مجھ کو ہزار درہم دیئے اور کہا کہ میرے نورِ چشم کی طرف سے خیرات کر دیجئے، اور اب سے میں اس کو دعا اور خیرات سے نہ بھولوں گی (جب تک دم میں دم ہے) صالح مزی فرماتے ہیں پھر میں نے وہ ہزار درہم خیرات کر دیے، پھر وہ دوسرے جمعہ کی رات اُس مقبرہ کی طرف گیا دو رکعت نماز پڑھی پھر میں ایک قبر کے سہارے سے سر جھکا کر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ قبروں سے نکل رہے ہیں، اور اس جوان کو دیکھا کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے نہایت خوش و خرم ہے، وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اے صالح مزی! (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تیرا بھلا کرے مجھ کو ہدیہ و تحفہ پہنچا گیا ہے، میں نے کہا اے جوان تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانور بھی پہچانتے ہیں (ہم انسان ہیں) اور کہتے ہیں سلام "یوم صالح"، یعنی یوم الجمعۃ سلامتی ہو نیک دن یعنی جمعہ کے لیے۔

حکایت: مطرف بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سب جمعہ کو ایک میدان پر میرا گزر ہوا اور راتوں کو بھی اس جگہ گزرتا تھا پس میں نے وہاں ایک برہنہ قوم دیکھی ان کو سلام کیا، انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا، میں ٹھہر گیا انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ مطرف بن شخیر ہے، میں نے کہا تعجب ہے تم تو میرا اور میرے باپ کا نام جانتے ہو اور سلام کا جواب نہیں دیتے، انہوں نے کہا اے مطرف

ہم مُردے ہیں ہمارے نامہ اعمال، اعمال سے لپیٹ دیئے گئے ہیں، ہم اگر اس پر قدرت رکھتے کہ سلام کا جواب دیتے تو ہم اس دنیا و مافیہا کے بدلے لیتے، میں نے اُن سے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں برہنہ دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ ہمارے کفن پھٹ گئے ہیں اور ہماری طرف وہ چیز نہیں پہنچی جس سے ہم اپنی شرمگاہ کو چھپائیں، میں نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں جمع دیکھتا ہوں، انہوں نے کہا کیا تم شرماتے نہیں کہ عورتیں تمہارے ساتھ ننگوں کو دیکھتی ہیں، انہوں نے کہا اے مطرف بیشک موت کی تلخی اور اس کی سکرات ہم سے ہماری عقلوں کو لے گئی پس مرد نہیں جانتا ہے کہ وہ مرد ہے، نہ عورت جانتی ہے کہ وہ عورت ہے میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ میں تم اس رات میں دیکھتا ہوں اور کسی کو میں نے اس جگہ نہیں دیکھا، انہوں نے کہا کہ یہ شب جمعہ ہے ہم اس رات کو نکلتے ہیں، پس ہم دیکھتے ہیں کہ آیا ہماری اولاد اور گھر والے ہم کو یاد کرتے ہیں، اور ہماری طرف سے خیرات کرتے ہیں، جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں کہا اے مطرف تجھ سے ہماری ایک حاجت ہے میں نے کہا وہ کیا ہے انہوں نے کہا جبکہ جمعہ آئے تو تُو لوگوں میں وعظ کر، اور ان سے کہہ کہ ہمارے کفن پھٹ گئے، بدن بوسیدہ ہوگئے، ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں ہمارے بال پریشان ہوگئے اور تم ہم کو بھول گئے پس تم ہمارے حال پر رحم کرو۔ اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی کو غنیمت جانو کیونکہ ہم اُن کے چھوڑنے سے پریشان ہوئے۔ (شرح الصدور للسیوطی)

فوائد حکایت مع تبصرہ اویسی غفرلہٗ

(۱) مُردوں کے لیے جسم ہیں، دکھائی دیتے ہیں، جیسا کہ مطرف نے اس قوم کو دیکھا (۲) کفن بعد بوسیدگی کے ان کے جسموں کے ساتھ باقی نہیں رہتے، جیسا کہ مطرف نے ان کو برہنہ دیکھا (۳) مُردوں کو ردِ سلام پر قدرت نہیں ہے لیکن یہ بات اکثر حدیثوں کے مخالف ہے جو اُن کے ردِ سلام میں وارد ہوئی ہیں، درجہ توفیق و تطبیق یہ ہے کہ انہوں نے جو اپنی عدم قدرت وسلام پر بیان کی پس مراد اُنکی ردِ سلام اُس چیز کے ساتھ ہے کہ اُس کو زائد سنے اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ وہ ردِ سلام کرتے ہیں، اس سے مراد ردِ سلام باخفا (آہستہ) ہے کہ زائر اسے نہیں سنتا (۴) کفن بوسیدہ ہو جاتا ہے مردوں کے پاس باقی نہیں رہتا اور میت اس سے ستر کرتا ہے اسے کفن دائمی کہتے ہیں، ہاں میت کے لیے بعد کوئی کپڑا صدقہ (خیرات) کے طور پر دیا جائے تو وہ باقی رہتا ہے اور میت اس سے ستر کرتا ہے، اس کو کفن دائمی کہتے ہیں جیسا کہ (اُن کا قوم کہ نہیں پہنچا ہماری طرف وہ کپڑا جس سے ہم اپنی شرمگاہ کو چھپائیں) دلالت کرتا ہے (۵) مُردے شب جمعہ کو جمع ہوتے ہیں اور اپنی اولاد وغیرہ کے صدقہ خیرات کے منتظر رہتے ہیں (۶) موت کے بعد شدت موت کی تلخی زمانہ دراز تک باقی رہتی ہے، جس سے کہ ہوش وحواس ٹھکانے نہیں رہتے، جیسا کہ کہا وہ ہماری عقلوں کو لے گئی (۷) مردوں اور عورتوں کی روحیں اپنے تشخصات کے ساتھ متمیز ہوتی ہیں بعد موت جیسے کہ حالتِ حیات میں متمیز

ہوتی ہوتی تھیں، جیسا کے مطرف نے کہا کہ ہم عورتوں کو تمہارے ساتھ ننگا دیکھتے ہیں مُردے اس بات کو مکروہ جانتے ہیں کہ زندہ دنیا میں مشغول رہیں اعمال صالحہ میں قصور کریں۔

کیونکہ انہوں نے امور آخرت کو دیکھ لیا اچھی برے کام کی جزا و سزا کو سمجھ لیا وہ چاہتے ہیں کہ ہم سے جو ہوا سو ہوا مگر جو زندہ ہیں وہ اپنی عمر عزیز کو ضائع نہ کریں اعمال صالحہ سے اپنے اوقات کو معمور رکھیں۔

ناظرین: غور فرمائیں ان کو دنیا والوں کی خیرات وعطیات کی کتنی ضرورت ہے یہاں تک کہ کفن کہ بوسیدہ ہونے کے بعد ننگے رہ جاتے ہیں تو زندہ لوگوں کی طرف سے کپڑے صدقہ وخیرات میں فقراء کو دیے جائیں تو ان کو ستر چھپانے کا موقعہ ملتا ہے اور پھر ہر جمعہ اپنے اعزہ اقارب سے خیرات وصدقات کے انتظار کی کوشش کی جائے تا کہ اہلِ قبور کا بھلا ہو نہ کہ سرے سے ایصال ثواب ہی بند کر دیا جائے۔

حدیث: عن ابن عباس يقول اذا كان يوم عيد اويوم جمعة اويوم عاشوراء اوليلة نصف من شعبان تاتى ارواح الاموات ويقومون على ابواب بيوتهم فيقولون هل من احد يذ كرنا هل من احد يترحم علينا هل من احديذكر غربتنا يا من سكنتم بيو تنا ويامن سعد تم بما شقينا ويا من اقمتم فى اوسع قصور نا ونحن فى ضيق قبور نا ويا من استذ للتم ايتا منا ويا من نكحتم نسائنا هل من احد يتفكر فى غربتنا وفقرنا كتبنا مطوية و كتبكم منشورة "(خزانة الروايات ، كنز العباد اوردقائق الاخبار)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا جمعہ کا یا عاشورہ محرم کا یا شب برات تو آتی ہیں روحیں موتیٰ کی کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر، اور کہتی ہیں کہ ہے کوئی ہمارا جو ہم کو یاد کرے اور ہم پر رحم کرے ہماری غربت کو یاد کرے تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو تم اُس چیز سے بہرہ مند ہوئے جس سے ہم محروم ہو گئے تم ہمارے کھلے کشادہ مکانوں میں بیٹھے ہو، ہم تنگ قبروں میں پڑے ہیں ہمارے کھلے کشادہ مکانوں میں بیٹھے ہو، ہم تنگ قبروں میں پڑے ہیں ہمارے یتیم بچوں کو تم نے ذلیل کر رکھا ہے، اور ہماری بیویوں سے تم نے نکاح کر لیا، اب تم میں کوئی ہے جو فکر ہماری خیریت اور محتاجی کی ہمارا نامۂ اعمال لپٹ چکا تمہارا نامہ اعمال کھلا ہے

فائدہ: فطرہ عید و بقر عید کے دن عزیزوں دوستوں آشناؤ کو ہدیہ وتحفہ بھیجے کے لیے مخصوص ہیں، مرنے والے یزیزوں کا ہدیہ صدقہ و دعا ہے۔

صحاح کی روایت سے استدلال

مشکوۃ اور صحیح مسلم میں ہے، " ولد صالح ید عولہ " اس حدیث میں تم لوگوں کو اشارہ ہوا کہ جن کی اولاد ہو وہ ان کے حق میں دعا کریں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

چونکہ اولاد کی دعا سے ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کی دعاؤں میں ماں باپ کے لیے دعا کی تعلیم فرمائی ہے۔

نوٹ: اس قسم کے واقعات کے لیے فقیر کی تصنیف "**اخبار اہل القبور**" کا مطالعہ فرمائیں

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور